منتخب نصاب (۲)

درس ۷

حزب اللہ بمقابلہ حزب الشیطان

انجینئر نوید احمد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُـہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ() وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ()﴾ (المائدۃ)

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّـؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُـوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ط اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ط وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ()﴾ (المجادلۃ)

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ م بَـیِّنٰتٍ ط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ() یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا ط اَحْصٰہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ()﴾

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ() کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ط اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ()﴾ (المجادلۃ)

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ط مَا ھُمْ مِّنْکُمْ وَلَا مِنْھُمْ لا وَیَحْلِفُوْنَ عَلَی الْکَذِبِ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ() اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ط اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ() اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ() لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ

اللّٰہِ شَیْئًا ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَہٗ کَمَا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ عَلٰی شَیْءٍ ط اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ ط اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾

(المجادلۃ)

تمہیدی نکات

۱) منتخب نصاب نمبر۲ کا درسِ ہفتم سورۃ المائدۃ آیات ۵۵ تا ۵۶' سورۃ المجادلہ آیت ۲۲' سورۃ المجادلہ آیات ۵ تا ۶' سورۃ المجادلہ آیات ۲۰ تا ۲۱ اور سورۃ المجادلہ آیات ۱۴ تا ۱۹ کے مطالعہ پر مشتمل ہے۔

۲) منتخب نصاب نمبر۲ کے چھ دروس میں ہم دینی فرائض کے جامع تصور اور بالخصوص اقامت دین کے لیے جدوجہد کی فرضیت' اقامت دین کی جدوجہد کا مقصد یعنی قیامِ عدل' سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اقامت دین کا طریقہ کار' اِس مقصد کے لیے بنائی جانے والی جماعت کا نظم اور اِس نظم کے تقاضے اور اقامت دین کے لیے کام کرنے والوں کے مطلوب اوصاف سمجھ چکے ہیں ☆ ۔اب اِس ساتویں درس میں ہم نے یہ سمجھنا ہے کہ اقامت دین کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے والے عناصر کا کردار کیا ہوتا ہے اور دین کے خادموں کا اُن کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیے؟

۳) ایسی اجتماعیت جو دنیا میں اللہ کے دین کی نصرت وحمایت کے لیے تشکیل پائے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ یہ اجتماعیت حزب اللہ یعنی اللہ کی پارٹی ہے اور اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہے۔البتہ یہ اجتماعیت شیطان کے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔شیطان اپنے کارندوں کے ذریعہ اِس اجتماعیت میں انتشار پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتا ہے۔اُس کے کارندے منافقین کی صورت میں جماعت کے اندر بھی ہوتے ہیں اور کھلم کھلا مخالفین کی صورت میں باہر سے بھی حملہ آور ہوتے ہیں۔اندر کے دشمن آستین کے سانپ ہیں جو مخفی حزب الشیطان بن جاتے ہیں اور باہر کے مخالفین ظاہری حزب الشیطان کا کردار ادا کرتے ہیں۔حزب اللہ کے اراکین کے لیے ضروری ہے کہ وہ حزب اللہ کے استحکام کے لیے

☆ واضح رہے کہ اس سلسلۂ دروس کا درس نمبر۶' ستمبر اور اکتوبر ۲۰۱۰ء کے شماروں میں شائع ہوا تھا۔

شیطانی قوتوں کے کردار کو سمجھیں اور اُن کی سازشوں کو ناکام بنانے کی بھرپور کوشش کریں۔ بلاشبہ حزب اللہ ایک امانت ہے جس کی حفاظت ہم پر لازم ہے اور اِس حفاظت کے لیے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ کون کون سے امور ہیں جنہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

آیات پر غور وفکر

حزب اللہ کا طرزِ عمل

انسانوں میں سے وہ لوگ سعادت مند ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنے والے اُس کی تعلیمات کو فروغ دینے والے اور اُس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کے لیے تن، من اور دھن لگانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نفوسِ قدسیہ کو ''حزب اللہ'' یعنی اپنی پارٹی قرار دیتا ہے اور اُن کے طرزِ عمل کی تحسین کرکے اُنہیں کامیابیوں کی بشارت دیتا ہے۔ آیئے حزب اللہ کے طرزِ عمل کو آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔

سورۃ المائدۃ، آیت ۵۵

﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ ''بے شک تمہارے دوست تو اللہ اور اُس کے رسولؐ ہیں'' ...... ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا﴾ ''اور وہ جو ایمان لائے'' ......﴿الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ ''جو قائم کرتے ہیں نماز'' ...... ﴿وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ ''اور دیتے ہیں زکوٰۃ'' ...... ﴿وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ()﴾ ''اور وہ عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔''

◆ اِس آیت میں حزب اللہ میں شامل ساتھیوں کے لیے ایک سلسلۂ ولایت کا ذکر ہے۔ غور کیجیے کہ لفظ ''ولایت'' کا مفہوم کیا ہے؟ اردو میں ہم محبت، حمایت، پشت پناہی، مددگاری جیسے بہت سے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اِن سب کا خلاصہ عربی زبان میں نسبتِ ولایت ہے۔ انسان ولی اُسے بناتا ہے جس پر اُسے اعتماد ہو کہ یہ میرا خیر خواہ اور ہر مشکل میں میرا ساتھ دینے والا ہے۔

◆ اِس آیت میں آگاہ کیا گیا ہے کہ حزب اللہ میں شامل ساتھیوں کے سلسلۂ ولایت کی تین کڑیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے رشتۂ ولایت، اُس کے رسول ﷺ سے اور اہلِ ایمان سے۔

اللہ تعالیٰ سے رشتۂ ولایت

◆ ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ﴾ سے مراد یہ ہے کہ دل اِس پر ٹھک جائے کہ ہمارا دوست،

ساتھی، ہمدرد، خیر خواہ، پشت پناہ، حامی، مددگار اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔ ایمان کا لب لباب اور حاصل یہ ہے کہ اللہ اور بندے کے مابین ایک رشتۂ ولایت قائم ہو جائے۔ سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۵ میں اِس حقیقت کا بیان یوں ہوا کہ: ﴿وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ﴾ یعنی وہ لوگ کہ جو حقیقتاً مؤمن ہیں وہ اللہ کے ساتھ محبت میں شدید ترین ہوتے ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲ میں واردشدہ حکم ﴿اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ؕ﴾ یعنی ''میرے سوا کسی اور پر توکل نہ کرو'' کے مطابق انسان کا کل بھروسہ اور اعتماد اللہ تعالیٰ ہی پر قائم ہو جائے۔

◆ اللہ تعالیٰ سے رشتہ ولایت اصل میں سلسلہ ولایت کی بنیاد ہے۔ اُس کی محبت اگر تمام محبتوں پر غالب نہیں تو یہ سلسلہ آگے چل ہی نہیں سکتا۔ مطلوب تو یہ ہے کہ معیارِ محبت و نفرت اور دوستی و عداوت اُسی کی ذات پر آ کر ٹھہر جائے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں مذکور ہے کہ:

((مَنۡ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبۡغَضَ لِلّٰہِ وَاَعۡطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسۡتَکۡمَلَ الۡاِیۡمَانَ))[۱]

''جس نے محبت کی اللہ کے لیے اور ناراض ہوا اللہ کی خاطر اور دیا اللہ کے لیے اور روکا اللہ کے لیے تو یقیناً اُس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔''

◆ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کو معیارِ محبت و نفرت نہ بنایا تو پھر دوستیاں منتشر ہوں گی اور محبتیں مختلف سمتوں میں بکھر جائیں گی۔ کسی سے ایک اعتبار سے محبت ہو گی اور کسی سے دوسرے اعتبار سے۔ اِس محبت کو منظم اور یکسو کرنے کے لیے اور اِس قلبی تعلق کو ایک زنجیر کی شکل دینے کے لیے پہلا قدم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رشتہ ولایت استوار کیا جائے اور اُسے ہی دیگر ولایتوں کا معیار بنایا جائے۔

◆ ہمارے لیے یہ حقیقت بہت بڑی بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رشتۂ ولایت باہمی ہوتا ہے۔ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہوتے ہیں اور وہ اہل ایمان کا ولی ہوتا ہے۔ ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں:

﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۝﴾ (یونس)

''سنو! بے شک جو اللہ کے دوست ہیں، نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہے۔''

(۱) سنن ابی داوٗد، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان و نقصانہ۔

﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط﴾(البقرۃ:٢٥٧)
’’اللہ دوست ہے اُن کا جو ایمان لائے۔ وہ نکالتا ہے اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف۔‘‘

اللہ کے رسول ﷺ سے رشتۂ ولایت

◆ جس طرح اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت ایک وحدت ہے ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ﴾ (النساء: ٨٠) ’’جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی تو یقیناً اُسی نے اللہ کی اطاعت کی‘‘ ...... اِسی طرح کا معاملہ اللہ کی محبت اور رسول ﷺ کی محبت کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت اصل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے۔ آپ ﷺ ہی نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے متعارف کرایا‘ اُس سے ہمارا تعلق جوڑا‘ انتہائی مشقتیں جھیل کر ہم تک دین کی تعلیمات پہنچائیں اور دین پر عمل کے لیے اُسوۂ کامل پیش فرمایا۔ بلاشبہ آپ ﷺ ہی محسنِ انسانیت ہیں اور اللہ کی محبت کے ساتھ آپ ﷺ کی محبت بھی ناگزیر ہے۔ اور جب تک باقی تمام چیزوں اور شخصیتوں کی محبت پر آپ ﷺ کی محبت غالب نہیں ہوگی‘ ایمان کا تقاضا پورا نہیں ہوگا۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ))(۱)
’’تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک میں اس کے لیے زیادہ محبوب ہو جاؤں اُس کے والد اور اُس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے۔‘‘

اہل ایمان سے رشتۂ ولایت

◆ جب رشتہ ولایت ومحبت اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ قائم ہو جائے تو پھر محبت کے کہیں بھٹکنے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ اب یہ محبت ہوگی اُن کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر دل وجان اور ظاہر و باطن سے ایمان لا چکے ہیں‘ چاہے اُن سے کوئی خونی‘ نسلی‘ لسانی اور وطنی تعلق نہ ہو۔ اُن کے نزدیک اصل رشتہ خونی نہیں بلکہ نظریہ اور مشن کی ہم آہنگی کا رشتہ ہوتا ہے۔ اگر یہ رشتہ موجود ہے تو محبت ہے اور اگر موجود نہیں ہے تو چاہے حقیقی بھائی ہو‘ چاہے باپ اور بیٹے کی نسبت ہو‘ چاہے بیوی اور شوہر کا تعلق ہو‘ سب پس منظر میں جا کر دھندلا جائے گا۔ بلاشبہ قانونی معاملات کی نوعیت کچھ اور ہے۔ اگر خونی

---

(۱) صحیح البخاری‘ کتاب الایمان‘ باب حبّ الرسول من الایمان۔ وصحیح مسلم‘ کتاب الایمان‘ باب وجوب محبة رسول الله ﷺ اکثر من الاهل والولد والوالد......

رشتے دار دین کے حوالے سے ساتھ دینے والے نہیں ہوں گے تو مجبوراً انسان جب تک شریعت اجازت دیتی ہے اُن سے کوئی تعلق تو رکھے گا لیکن اگر واقعتاً اُس کی سمت درست ہو چکی ہے تو پھر اُن کے ساتھ بیٹھنے میں اُسے کبھی بھی لطف نہیں آئے گا۔ اُس کا دلی لگاؤ، تعلق خاطر اور محبت قلبی کا رشتہ صرف اُن سے ہوگا جو نظریہ، مشن، سوچ اور فکر کے اعتبار سے ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ اُن کے پاس بیٹھنے میں اُسے لطف آئے گا اور ایک اپنائیت سی محسوس ہوگی۔

◆ اللہ تعالیٰ نے یہاں بہت کڑا معیار مقرر فرما دیا ہے۔ ہم سب اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ سچا ہے اگر ہمیں اپنے رشتہ داروں سے زیادہ محبت ہم مقصد ساتھیوں کے ساتھ ہے۔ اگر معاملہ اِس کے برعکس ہے تو پھر ہمارے ایمان کا دعویٰ کھوکھلا ہے اور اِس کی کوئی حقیقت نہیں۔

کن اہل ایمان سے رشتۂ ولایت؟

◆ قانونی اعتبار سے اہلِ ایمان میں ہر طرح کے مسلمان شامل ہیں، خواہ وہ باعمل ہوں یا بےعمل۔ آیت زیر درس میں وضاحت کر دی گئی کہ رشتۂ ولایت اُن اہلِ ایمان سے قائم کیا جائے جو جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی وضاحت تو منتخب نصاب کے دروس میں ہوتی رہی ہے۔ یہاں اہلِ ایمان کی تیسری شان بیان ہوئی ہے عاجزی، انکساری اور فروتنی۔ ﴿اَلَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ ''جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں'' کے مصداق اُن کی نشست و برخاست سے، اُن کی چال ڈھال سے یہ اندازہ ہو رہا ہو کہ وہ خود کو آقا نہیں بندہ سمجھتے ہیں۔ ایک طرف ﴿رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾ ''باہم رحمت و شفقت کرنے والے'' یا ﴿اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ''مؤمنوں پر بہت نرم'' کے مصداق اپنے ہم مقصد ساتھیوں کے لیے ہر طرح کا ایثار کرنے والے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے سعادت مندی کی یہ روش قائم کرتے ہیں کہ:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًاؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلاً ()﴾ (النساء)

''اور کون اچھا ہے دین کے لحاظ سے اُس سے جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے اور وہ نیک بھی ہے اور اُس نے پیروی کی ابراہیمؑ کے راستے کی جو بالکل یکسو تھے اور بنا

لیا اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست۔''

◆ عام مسلمانوں کے جو بھی قانونی حقوق ہیں وہ ادا کرنے کی پوری کوشش کی جائے' لیکن دلی تعلق اور اُلفت صرف اُن مسلمانوں سے ہو جو مذکورہ بالا صفات کے حامل ہیں۔

◆ ﴿هُمْ رٰكِعُوْنَ﴾ ''وہ عاجزی اختیار کرنے والے ہیں'' کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ اِس کا تعلق ﴿يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ ''وہ زکوٰۃ دیتے ہیں'' کے ساتھ ہے۔ کوئی شخص کسی کو کچھ دے رہا ہوتا ہے تو اِس میں ایک فطری بات ہے کہ دینے والا اپنے آپ کو اُس لینے والے سے بالاتر سمجھ بیٹھتا ہے۔ بلکہ اِس فطری بات کا اظہار ایک حدیث میں بھی ہوا ہے کہ ((اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى))[1] ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے''۔ یہ حدیثِ مبارکہ انفاق کی ترغیب دلانے کے لیے ہے۔ مزید یہ کہ اِس ارشادِ نبویﷺ میں ایک طرح کی تعلیم بھی ہے کہ لینے سے حتی الامکان بچنا چاہیے۔ انسان اپنی عزتِ نفس کی حفاظت کرے اور کوشش کرے کہ محنت سے کمائے اور اپنی ضروریات خود پوری کرے۔ البتہ جب دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے تو اب اِس کا ایک عکس دینے والے پر پڑ سکتا ہے۔ وہ یہ خیال کر سکتا ہے کہ میں برتر ہوں اور لینے والا کم تر ہے۔ اس خیال سے بچنے کی شعوری کوشش کرنی چاہیے۔ پسندیدہ روش یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا معاملہ اِس انداز سے ہو کہ آدمی عاجزی سے اور جھک کر دے رہا ہو نہ کہ اکڑ کر اور احساسِ برتری کے ساتھ۔

◆ یہ معاملہ اِس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ تحریک میں کچھ ایسے سعادت مند افراد بھی ہوتے ہیں جنہوں نے اپنی توانائیاں اللہ کے دین کے لیے وقف کر رکھی ہوتی ہیں۔ وہ اپنی ضروریات پوری کر سکتے ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگنے کی وجہ سے ایسا نہیں کر پاتے۔ وہ حاجت مند ہوتے ہیں لیکن مانگنے والے تو نہیں ہوتے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اُن کی کوئی خدمت' اُن سے کوئی تعاون' اُن کی کوئی مددا گر کی جائے گی تو جھک کر ہی کی جائے گی۔ سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۳ میں ایسے لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ کا اوّلین حق دار قرار دیا گیا ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ز يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ج لَا

(۱) صحیح البخاری' کتاب الزکوٰۃ' باب الاستعفاف عن المسألۃ۔ وصحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلیٰ......

يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿﴾ (البقرة)

''(انفاق) اُن فقیروں کے لیے ہے جو روکے گئے ہیں اللہ کی راہ میں (دینی مصروفیات کی وجہ سے) وہ استطاعت نہیں رکھتے کہ چل پھر سکیں زمین میں (معاش کے لیے)' سمجھتا ہے اُنہیں ناواقف خوشحال اُن کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے۔ تم پہچان سکتے ہو اُنہیں اُن کے چہروں سے' وہ نہیں مانگا کرتے لوگوں سے لپٹ کر' اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو مال میں سے تو بے شک اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔''

◆ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے لیے جدوجہد کرنا۔ جو لوگ اِس جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں وہ انفاق کے اوّلین مستحق ہیں۔ اِس کے ذیل میں وہ لوگ بھی آئیں گے جو صرف دین کا علم حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ اب اُن کے پاس وقت نہ ہو کہ اپنی معاشی ضروریات کے لیے دوڑ دھوپ کر سکیں۔ مثال کے طور پر اصحابِ صفہ میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہر وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے' اُنہی کے ذریعہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات بڑے پیمانے پر پورے عالم میں پھیلے۔ اُنہی میں سے ایک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ بن گئے۔ اگر چہ وہ ۷ھ میں ایمان لانے والوں میں سے ہیں' لیکن اُن کی روایت کردہ احادیث کی تعداد (۵۳۷۴) صحابہ کرامؓ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اِس لیے کہ وہ تو اپنے آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گویا باندھ کر بیٹھ گئے تھے۔ ہر وقت آپؐ کے ساتھ سایہ کی طرح رہتے اور آپؐ کی مبارک زبان سے جاری ہونے والے ارشادات کو ذہن میں محفوظ کر لیتے۔ اِسی وجہ سے اُن کے ذریعے سے بہت بڑے پیمانہ پر علم حدیث عام ہوا۔

◆ مذکورہ بالا لوگ پیشہ ور بھکاری نہیں ہوتے' اُن کا فقر اختیاری ہوتا ہے۔ وہ اپنی عفت اور عزت کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کر کے اپنی عزتِ نفس ہتھیلی پر رکھ کر اُس کے سامنے پیش نہیں کرتے' بلکہ وہ خودداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ چونکہ وہ مانگتے نہیں ہیں' لہٰذا ناواقف شخص یہ سمجھے گا کہ یہ مالدار ہیں اور اِن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُن کی کیفیت کا اندازہ اُن کے چہروں سے کیا جا سکتا ہے۔ فاقہ کے اثرات اور معاشی پریشانی کی علامات اُن کے چہروں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے افراد کو تلاش کر کے اُن کی مدد کرنا انفاق کا اوّلین ہدف ہونا چاہیے۔

◆ ایسے لوگوں کو جو کچھ دیا جائے گا وہ کسی احساسِ برتری کے تحت نہیں دیا جائے گا' بلکہ

اِس احساس کے تحت دیا جائے گا کہ برتر وہ ہیں‘ ہم تو دنیا کے دھندوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم اِس کام میں ہمہ وقت ہمہ تن نہیں آ سکے۔ یہ وہ ہیں کہ جنہوں نے ہمت کی ہے اور یہ چھلانگ لگائی ہے۔ اگر وہ قبول کر لیں تو اُن کا احسان ہے‘ نہ کہ ہمارا احسان۔ دوسرے یہ کہ یہ انفاق خالصتاً رازداری کے ساتھ کرنا ہوگا۔ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا جائے گا وہ اُس ہستی کے علم میں ہے جس کی خوشنودی کے لیے دیا جا رہا ہے۔ اِس کے لیے کہیں اور اعلان کرنے اور اس کا کہیں چرچا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایسے لوگوں کو سب کے سامنے دینے کی کوشش کی گئی تو وہ لینے سے انکار کر دیں گے۔ کہیں چھپ چھپا کر‘ منت کر کے‘ اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے‘ اُن کے سامنے جھک کر پیش کیا جائے گا تو شاید وہ تعاون قبول کر لیں۔ یہ ہے مفہوم **وَھُمۡ رٰکِعُوۡن** کا‘ یعنی وہ عاجزی اختیار والے ہیں۔

سورۃ المائدۃ‘ آیت ۵۶

﴿**وَمَنۡ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ**﴾ ’’اور جو دوستی کرے گا اللہ اور اُس کے رسولؐ سے‘‘ ...... ﴿**وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا**﴾ ’’اور اُن لوگوں سے جو ایمان لائے‘‘ ...... ﴿**فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ھُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ()**﴾ ’’تو بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔‘‘

اِس آیت میں بشارت ہے کہ جو لوگ رشتۂ ولایت اللہ‘ اُس کے رسول ﷺ اور اہلِ ایمان سے قائم رکھتے ہیں تو وہی درحقیقت ’’حزب اللہ‘‘ یعنی اللہ کی پارٹی ہیں۔ مزید خوشخبری یہ ہے کہ اللہ کی پارٹی ہی غالب آنے والی ہے۔ معرکہ خیر و شر میں مختلف وقتی صورتیں اور نشیب و فراز تو آ سکتے ہیں لیکن آخری فتح اللہ کی پارٹی ہی کو حاصل ہوگی۔

سورۃ المجادلہ‘ آیت ۲۲

﴿**لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ**﴾ ’’تم نہیں پاؤ گے اُن لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر‘‘ ...... **یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ**﴾ ’’کہ وہ محبت کریں اُن لوگوں سے جنہوں نے مخالفت کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی‘‘ ...... ﴿**وَلَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَھُمۡ**﴾ ’’خواہ وہ ہوں اُن کے باپ‘‘ ......﴿**اَوۡ اَبۡنَآءَھُمۡ**﴾ ’’یا اُن کے بیٹے‘‘ ......﴿**اَوۡ اِخۡوَانَھُمۡ**﴾ ’’یا اُن کے بھائی‘‘ ......﴿**اَوۡ عَشِیۡرَتَھُمۡ**ؕ﴾ ’’یا اُن کے رشتہ دار‘‘ ...... ﴿**اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِھِمُ الۡاِیۡمَانَ**﴾ ’’یہ لوگ ہیں کہ اللہ نے نقش کر دیا ہے اُن کے دلوں میں

ایمان'' ...... ﴿وَاَیَّدَھُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ؕ﴾ ''اور تقویت بخشی ہے اُنہیں ایک روح کے ساتھ اپنی طرف سے'' ......﴿وَیُدۡخِلُھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھَا الۡاَنۡھٰرُ﴾ ''اور وہ داخل کرے گا اُنہیں ایسے باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں'' ...... ﴿خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَا ؕ﴾ ''ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں'' ...... ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ﴾ ''راضی ہو گیا اللہ اُن سے'' ...... ﴿وَرَضُوۡا عَنۡہُ ؕ﴾ ''اور وہ راضی ہو گئے اُس سے'' ...... ﴿اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰہِ ؕ﴾ ''یہ لوگ اللہ کی جماعت ہیں'' ...... ﴿اَلَآ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ()﴾ ''سن لو! اللہ کی جماعت ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں.''

◆ اِس آیت میں حزب اللہ میں شامل افراد کا پہلا وصف یہ بیان کیا گیا کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ وصف دراصل اُن کے اخلاص کا مظہر ہے۔ سورۃ النساء آیت ۳۸ میں ارشاد ہوا:

﴿وَالَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ﴾

''اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے اور وہ ایمان نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ ہی آخرت کے دن پر۔''

گویا مخلص وہی ہے جس کی نیکی کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور صرف آخرت ہی میں اجر و ثواب حاصل کرنا ہو۔

◆ سورۃ المائدہ آیت ۵۵ میں بیان کیا گیا کہ حزب اللہ میں شامل افراد کی قلبی محبت اللہ' اُس کے رسول ﷺ اور باعمل اہلِ ایمان سے ہوتی ہے۔ اب سورۃ المجادلۃ کی اِس آیت ۲۲ میں آگاہ کیا جا رہا ہے کہ حزب اللہ میں شامل افراد کن لوگوں سے محبت نہیں رکھتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے دشمنی اور بغض رکھتے ہیں۔

◆ نوٹ کیجیے کہ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ حزب اللہ میں شامل افراد اُن لوگوں سے محبت نہیں کرتے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا کفر کرتے ہیں' بلکہ ایسے لوگوں سے محبت کی نفی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ اہلِ کفر سے دلی محبت نہ کرنا تو ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ یہاں تو اِس اعلیٰ وصف کا ذکر ہے کہ اللہ کے محبوب بندے اُن نام نہاد مسلمانوں سے بھی محبت نہیں کرتے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو نہیں چاہتے کہ دنیا میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کی بالادستی قائم ہو۔

خواہ ایسے لوگ والدین، بیٹے، بھائی یا کوئی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں، اگر ہم اُن کے لیے اپنے دل میں کوئی نرم گوشہ رکھتے ہیں، تو پھر اِس آیت کی رُو سے ہم حزب اللہ کے نہیں حزب الشیطان کے سپاہی ہیں۔

◆ یہاں بالکل وہی مضمون ہے جو سورۃ التوبہ آیت ۲۴ میں ایک اور اسلوب میں آیا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ()﴾

''(اے نبی ﷺ!) فرمایئے: اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے دیگر رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے خود کمائے ہیں اور وہ کاروبار کہ تم ڈرتے ہو جس میں خسارے سے اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو زیادہ محبوب تمہیں اللہ سے اور اُس کے رسولؐ سے اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا حکم، اور اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔''

◆ آیت کے اگلے حصہ میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے محبت نہیں رکھتے تو یہ اِس بات کا مظہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر ایمان کو نقش کر دیا ہے۔ گویا ایمان کی حقیقت اُن کے دلوں کی گہرائی میں اتر گئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یہ بشارت سورۃ الحجرات آیت ۷ میں اس طرح بیان کی گئی :

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾

''لیکن اللہ نے محبوب کر دیا ہے تمہارے لیے ایمان کو اور خوشنما کر دیا ہے اُسے تمہارے دلوں میں۔''

◆ حزب اللہ کے افراد کے لیے دوسری بشارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی روح کے ذریعہ اُن کی مدد فرماتا ہے۔ روح کا لفظ قرآنِ حکیم میں مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک روح وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے خاکی وجود میں پھونکی ہے۔ پھر روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ہیں۔ اِسی طرح یہ لفظ وحی کے لیے بھی آیا ہے۔ پھر اِس سے مراد وہ روحانی فیض بھی ہے جس سے انسان کو تسلی، سکون، حوصلہ، انشراح اور استقامت و ثبات حاصل ہوتا ہے۔ گویا اللہ

تعالیٰ اُنہیں وہ فیضانِ روحانی عطا فرماتا ہے کہ لوگ اُنہیں دیکھتے ہیں کہ وہ بظاہر مشکلات و مصائب میں ہیں‘ لوگوں کے نرغے میں آ گئے ہیں‘ لوگوں کی دشمنی اور عداوتوں کا مرکز بن گئے ہیں‘ لیکن خود اُن کو ایک باطنی راحت میسر ہوتی ہے۔ یہ فیضانِ روحانی اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ بھی عطا کرتا ہے‘ قرآنِ حکیم کی آیات پر تدبر سے بھی یہ دولت ملتی ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس پر بھروسہ بھی روحِ انسانی کو تقویت دے کر انسان کے لیے باطنی آسودگی کا باعث بنتا ہے ؎

ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

◆ حزب اللہ کے افراد کے لیے تیسری بشارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہمیشہ ہمیش کی جنت میں داخل فرمائے گا۔ وہ جنت جس کے باغات بلند و بالا مقام پر ہیں اور جس کی نہریں اُن باغات کے دامن میں بہتی ہیں۔

◆ حزب اللہ کے افراد کے لیے چوتھی بشارت یہ ہے کہ ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ﴾ ’’اللہ اُن سے راضی ہو گیا‘‘ ﴿وَرَضُوۡا عَنۡهُ﴾ ’’اور وہ اُس سے راضی ہو گئے‘‘۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول بہت بڑی سعادت ہے‘ اِس لیے کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ﴾ (التوبۃ: ۷۲) ’’اور اللہ کی رضا سب سے بڑا انعام ہے‘‘۔ بندوں کے اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں وہ اِن سعید افراد کو جس حال میں رکھے وہ راضی برضائے ربّ رہتے ہیں۔ البتہ آخرت میں تو وہ اُنہیں ایسے بیش بہا انعامات عطا فرمائے گا کہ وہ خوش ہو جائیں گے۔

◆ آیت کے آخر میں آگاہ کر دیا گیا کہ یہ ہے اللہ کی جماعت جو بالآخر کامیاب ہونے والی ہے۔ اِس وقت یہ جماعت اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے برسر پیکار ہے‘ بقول اقبال ؎

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا

دراصل دنیا میں مادیت اور روحانیت کے درمیان معرکہ آرائی ہے۔ خالق کے مقابلے میں کائنات اور حیاتِ اُخروی کے مقابلے میں حیاتِ دُنیوی توجہ کا مرکز بن کر رہ گئی ہے۔ تہذیب و تمدن اور ثقافت کے نام پر بے حیائی‘ شیطنت اور درندگی دندنا رہی ہے۔ شریعت کے خلاف بغاوت و سرکشی کا راج ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے بندے حزب اللہ کی صورت میں اِس فساد کے خلاف

جدوجہد کررہے ہیں۔اُن کے پاس اسباب و وسائل کی قلت ہے' لیکن اگراُنہوں نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور مذکورہ بالا صفات کی اہلیت ثابت کردی تو پھر آخر کار وہی کامیاب ہوں گے۔

اہم وضاحت

کافروں کے ساتھ حزب اللہ کے تعلق کے حوالے سے ایک اہم وضاحت سورۃ المُمتَحِنَہ آیات ۸ اور ۹ میں وارد ہوئی ہے۔ اِس وضاحت کے ذریعہ آگاہ کیا گیا کہ جس طرح سب مسلمان برابر نہیں اِسی طرح سب کافر بھی برابر نہیں۔مسلمانوں میں منافق بھی ہیں اور مؤمن بھی۔دوسری طرف کافروں میں کچھ تو ایسے ہیں جو اللہ' اُس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان سے انتہائی بغض اور دشمنی رکھتے ہیں' غلبۂ دین کی جدوجہد کی پوری شدت کے ساتھ مخالفت کررہے ہیں' جبکہ کچھ وہ ہیں جو اہل ایمان کے مدمقابل نہیں آتے اور غلبۂ دین کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن رہے۔اِن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ المُمتَحِنَة کی آیت ۸ میں اجازت دی کہ اِن کے ساتھ کچھ نیکی' بھلائی اور عدل وانصاف کا معاملہ کیا جاسکتا ہے:

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ()﴾

''نہیں منع کرتا تمہیں اللہ اُن لوگوں سے جنہوں نے جنگ نہیں کی تم سے دین کے معاملہ میں اور نہیں نکالا تمہیں تمہارے گھروں سے کہ تم نیک سلوک کرو اُن کے ساتھ اور عدل کرو اُن کے ساتھ۔بے شک اللہ پسند فرماتا ہے عدل کرنے والوں کو۔''

ایسے لوگوں سے ایک واجبی سا رواداری کا تعلق رکھا جائے گا لیکن مودّت یعنی دلی محبت کا رشتہ صرف اور صرف مخلص اہلِ ایمان سے ہی استوار کیا جائے گا۔البتہ جو لوگ اسلام اور اہل ایمان کے دشمن ہیں اُن کے بارے میں اگلی آیت میں خبردار کردیا گیا کہ:

﴿اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

''بے شک منع کرتا ہے تمہیں اللہ اُنہی لوگوں سے جنہوں نے جنگ کی تم سے دین کے معاملہ میں اور نکالا تمہیں تمہارے گھروں سے اور ایک دوسرے کی مدد کی تمہارے نکالنے میں کہ تم دوستی کرو اُن سے' اور جو دوستی کرے گا اُن سے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

حزب الشیطان

اِس دنیا میں ازل سے دو جماعتوں کے درمیان کشمکش جاری ہے' بقول اقبال ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

یہ دو متصادم جماعتیں ہیں حزب اللہ اور حزب الشیطان۔ حزب اللہ کا کردار اور طرزِ عمل تو ہمارے سامنے آچکا۔ اب ہم حزب الشیطان کے کردار اور طرزِ عمل کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ حزب الشیطان کے دو عنصر ہیں۔ ایک عنصر بالکل ظاہر ہوتا ہے اور وہ سامنے سے وار کرتا ہے۔ دوسرا عنصر مخفی ہوتا ہے' کیونکہ یہ مسلمانوں کے اندر موجود ہوتا ہے۔ یہ وہ آستین کا سانپ ہے جو مسلمانوں کی جماعت کو اپنی سازشی حرکتوں سے اندر سے کھوکھلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ عنصر ظاہری حزب الشیطان سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ سورۃ المجادلہ (آیات ۵ تا ۶ اور ۲۰ تا ۲۱) میں حزب الشیطان کے ظاہری و مخفی دونوں عناصر کے کردار اور انجام کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

ظاہری حزب الشیطان کا کردار اور انجام

آیات ۵ تا ۶

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ﴾ ''بے شک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی''...... ﴿کُبِتُوۡا﴾ ''وہ ذلیل کیے جائیں گے''...... ﴿کَمَا کُبِتَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ﴾ ''جیسے ذلیل کیے گئے تھے وہ لوگ جو اِن سے پہلے تھے''...... ﴿وَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ط﴾ ''اور یقیناً ہم نے نازل کردی ہیں واضح آیات''...... ﴿وَلِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ مُّھِیۡنٌ﴾ ''اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے''...... ﴿یَوۡمَ یَبۡعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا﴾ ''جس دن اُٹھائے گا اُنہیں اللہ سب کے سب کو''...... ﴿فَیُنَبِّئُھُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ط﴾ ''پھر بتائے گا اُنہیں جو اُنہوں نے کیا''......﴿اَحۡصٰہُ اللّٰہُ وَنَسُوۡہُ ط﴾ ''محفوظ رکھا تھا اُسے اللہ نے اور وہ بھول گئے تھے اُسے''...... ﴿وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَھِیۡدٌ﴾ ''اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔''

◆ ظاہری حزب الشیطان ایسے کافروں کا گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولﷺ کی کھلم کھلا مخالفت کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں' اُن کے احکامات کا مذاق اڑاتے ہیں' اُن پر عمل درآمد اور نفاذ میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور اپنے خودساختہ قوانین نافذ کر دیتے ہیں۔

◆ اللہ تعالیٰ اپنی واضح آیات میں آگاہ کر چکا ہے کہ سابقہ قومیں اللہ اور اُس کے رسولوںؑ کی مخالفت اور اُن کے احکامات سے بغاوت کے کیسے بھیانک انجام سے دوچار ہو چکی ہیں۔ جن مجرموں نے شریعت کے خلاف قوانین بنائے اور اُن پر عمل کیا' وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور نظر عنایت سے محروم ہو گئے۔ خودساختہ قوانین کی وجہ سے اُن کے معاشرہ میں گمراہیاں' برائیاں اور ظلم واستحصال انتہا کو پہنچ گے اور وہ مجرم ذلت ورسوائی کی عبرتناک مثال بن گئے۔ اب اگر ہم مسلمان بھی ایسی مجرمانہ روش اختیار کریں گے تو ہمیں بھی ذلت کے گڑھے میں گرنے سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

◆ خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولﷺ کے ساتھ دشمنی کرنے والے دنیا میں تو رسوائی اور ناکامی سے دوچار ہو ہی رہے ہیں' اگر اپنی مجرمانہ روش سے باز نہ آئے تو روزِ قیامت بھی اُن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہوگا۔ وہ جرائم کر کے بھول جاتے ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کا ایک ایک جرم محفوظ کر رکھا ہے۔ اُس نے لکھ رکھا ہے کہ کس شخص نے' کب' کہاں' کیا حرکت کی؟ اِس حرکت کے بعد اُس کا اپنا ردِّعمل کیا تھا؟ اِس حرکت کے کیا نتائج' کہاں کہاں کس کس شکل میں برآمد ہوئے۔ جلد ہی مجرموں کو اُن کے تمام جرائم کی نوعیت' شدت اور اثرات کے اعتبار سے بھرپور سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۲۰ اور ۲۱

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ''بے شک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی'' ...... ﴿اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ۝﴾ ''وہی سب سے زیادہ ذلیل ہونے والوں میں سے ہیں'' ...... ﴿کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ﴾ ''لکھ دیا ہے اللہ نے کہ ضرور غالب ہو کر رہوں گا میں اور میرے رسولؑ'' ...... ﴿اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ۝﴾ ...... ''بے شک اللہ بڑی قوت والا' زبردست ہے۔''

◆ اِن آیات میں ایک بار پھر ظاہری حزب الشیطان کا کردار رکھنے والوں کو وعید سنائی

گئی ہے کہ وہ ذلیل ہو کر رہیں گے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے طے فرما دیا ہے کہ آخر کار غلبہ اُس کا اور اُس کے رسولوںؑ کا ہی ہوگا' البتہ اِس فیصلے کے ظہور میں وقت لگے گا۔ اللہ تعالیٰ کٹھن حالات کے ذریعہ مؤمنوں کو آزمائے گا اور اُن میں سے کھرے اور کھوٹے کو علیحدہ کر دے گا۔ پھر رسولؑ اور مشکلات میں ثابت قدم رہنے والے مؤمنین سرخرو ہوں گے اور اُن کے مخالفین تباہی سے دوچار ہوں گے۔

◆ یہ رسولوںؑ کے باب میں اللہ تعالیٰ کی ایک مستقل سنت ہے کہ وہ کبھی مغلوب نہیں ہوں گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی طاقتور' خوشحال اور خوب وسائل رکھنے والی ایسی سرکش قوموں کو نیست و نابود کر دیا جنہوں نے رسولوںؑ کو جھٹلایا۔ ہر رسولؑ اور اُن کے ساتھ اہل ایمان کو محفوظ رکھا۔

مخفی حزب الشیطان کا کردار

آیات ۱۴ تا ۱۵

﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ تَوَلَّـوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ﴾ ...... ''کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کو جو دوستی کرتے ہیں ایسے لوگوں سے غضب نازل کیا اللہ نے جن پر'' ...... ﴿مَا ہُمۡ مِّنۡکُمۡ وَلَا مِنۡہُمۡ ۙ﴾ ...... ''نہیں ہیں وہ تم میں سے اور نہ ہی اُن میں سے'' ...... ﴿وَیَحۡلِفُوۡنَ عَلَی الۡکَذِبِ وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ()﴾ ...... ''اور وہ قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ پر جبکہ وہ جانتے ہیں'' ...... ﴿اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا ؕ﴾ ...... ''تیار کیا ہے اللہ نے اُن کے لیے بہت سخت عذاب'' ...... ﴿اِنَّہُمۡ سَآءَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ()﴾ ...... ''بے شک وہ لوگ' برا ہے جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں.''

◆ اِس آیت میں مخفی حزب الشیطان کی پہلی نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ دین کے اُن دشمنوں سے دلی دوستیاں رکھتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ قرآنِ حکیم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہودی وہ قوم ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب در غضب نازل ہوا۔ دورِ نبوی ﷺ میں منافقین اِن سے دوستی رکھتے تھے' اِن سے دوستی کو اپنے لیے عزت کا باعث سمجھتے تھے اور اِن کے مالدار ہونے کو اپنے لیے برے وقت کا سہارا سمجھتے تھے۔

◆ کافروں کے ساتھ کسی سابقہ تعلق' رشتہ داری یا مفاد کی وجہ سے دوستی برقرار رکھنا

درحقیقت حزب اللہ کے لیے ایک کمزوری کا پہلو ہے۔ یہ فصیل کا وہ رخنہ ہے جس سے دشمن کسی بھی وقت داخل ہوسکتا ہے اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے اُنہیں اپنے خلاف بھرپور وار کرنے سے روک سکتا ہے۔ کافروں کے ساتھ دوستی کے مضر نتائج اور اثرات سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں مسلمانوں کو سختی سے منع فرمایا کہ وہ کافروں کو دوست نہ بنائیں:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ()﴾ (النساء)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نہ بناؤ کافروں کو دوست مومنوں کو چھوڑ کر۔ کیا تم چاہتے ہو کہ دے دو اللہ کو اپنے خلاف ایک کھلی دلیل؟''

گویا جس نے مؤمنوں کے مقابلہ میں کافروں کو دوست بنایا اُس نے خود ہی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا مستحق بنا دیا۔ اِس حکم کا تعلق افراد سے بھی ہے اور حکومت سے بھی۔ جس طرح ایک شخص کو کسی غیر مسلم سے دوستی کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہے' اِسی طرح کوئی مسلمان حکومت بھی جو غیر مسلموں سے دوستی کے روابط قائم کرے گی نقصان ہی اٹھائے گی۔ ماضی میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ ذاتی مفادات کی خاطر مسلمان حاکموں یا حکومت کے خواہش مند غداروں نے کافر ریاستوں سے دوستی کی اور مسلمان ریاستوں کو اِس دوستی کا عبرت ناک خمیازہ بھگتنا پڑا۔

◆ سورۃ النساء آیات ۱۳۸ اور ۱۳۹ میں کافروں کے ساتھ دوستی کرنے والوں کو منافقین قرار دیا گیا اور اُنہیں دردناک عذاب کی دھمکی دی گئی:

﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا () نِ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ()﴾

''(اے نبی ﷺ!) بشارت دیجیے منافقین کو کہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بناتے ہیں کافروں کو دوست مؤمنوں کو چھوڑ کر۔ کیا وہ تلاش کرتے ہیں اُن کے پاس عزت؟ تو بے شک عزت تو اللہ ہی کے لیے ہے سب کی سب۔''

منافقین کافروں سے دوستی اِس لیے کرتے ہیں تاکہ اِن ظاہری شان و شوکت رکھنے والوں سے تعلقات قائم کر کے عزت حاصل کریں۔ نتیجہ اِس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ منافقین مسلمانوں کی نظروں سے بھی گر جاتے ہیں اور کافروں کی نظروں میں بھی ذلیل ہی

رہتے ہیں۔ کافر جانتے ہیں کہ جو اپنوں کا وفادار نہ ہو وہ ہمارا کیا وفادار ہوگا۔ جو شخص ہر حال میں ایک ہی گروہ سے منسلک رہے وہ دشمن کی نظروں میں بھی قابل اعتماد ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عزت دینے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ منافقین اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اُس کے دشمنوں سے دوستی کررہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے عزت پاسکیں گے؟

◆ اِس آیت میں مزید ارشاد ہوا کہ منافقین بظاہر تمہاری صفوں میں شامل ہیں، دوستی اور محبت کا اظہار کررہے ہیں کافروں سے، لیکن وہ نہ تمہارے ہیں نہ اور کافروں کے۔ وہ صرف اپنی ذات اور اپنے مفادات کے ساتھ مخلص ہیں۔ حقیقت میں نہ مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اور نہ کافروں کے دوست۔ سورۃ النساء آیت ۱۴۳ میں فرمایا گیا:

﴿ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ ﴾

''گومگو کا شکار ہیں کفر اور ایمان کے درمیان۔ نہ اِن (مسلمانوں) کی طرف ہیں نہ اُن (کافروں) کی طرف۔''

◆ منافقین جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مخلص ہیں۔ دوسری طرف اسلام کے دشمنوں سے کہتے ہیں ہم مسلمانوں سے تو دل لگی کررہے ہیں: ﴿اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ) ''بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو (مسلمانوں سے) صرف مذاق کرنے والے ہیں''۔ جب آدمی جھوٹی قسم کھا رہا ہوتا ہے تو وہ غیر شعوری نہیں ہوتی۔ اُسے معلوم ہوتا ہے کہ میں جھوٹ پر قسم کھا رہا ہوں۔ گویا ممکن ہے کہ کسی کا نفاق ابتدا میں غیر شعوری ہو لیکن جھوٹی قسم کھانے پر وہ شعوری نفاق بن جاتا ہے اور یہ مرضِ نفاق کی انتہا ہے۔ ایسے منافقین کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں شدید عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نفاق سے پاک فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶ تا ۱۷

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ ''اُنہوں نے بنا لیا ہے اپنی قسموں کو ڈھال'' ...... ﴿فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''پس اُنہوں نے روکا اللہ کی راہ سے''...... ﴿فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾ ''سو اُن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے''...... ﴿لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۭ﴾ ''ان کے ہرگز کام نہ آئیں گے اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ کے سامنے کچھ بھی''...... ﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ﴾ ''یہ لوگ آگ والے

ہیں‘‘ ......﴿هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ ’’وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔‘‘

◆ منافقین سے جب باز پرس کی جاتی ہے کہ مخالفین حق سے کیوں دوستی رکھتے ہو؟ تو قسم کھا کر کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ گویا قسم کو ڈھال بنا کر غلط کام کی سزا سے خود کو بچاتے ہیں۔ ایک طرف مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھا کر اُن کی گرفت سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ نبی اکرم ﷺ، مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ہر طرح کے شکوک وشبہات اور وسوسے لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتے رہتے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھ کر اسلام قبول کرنے سے باز رہیں کہ جب گھر کے بھیدی ایسی خبریں دے رہے ہیں تو ضرور دال میں کچھ کالا ہوگا۔

◆ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ جس مال اور اولاد کو محفوظ رکھنے کے لیے انہوں نے منافقانہ طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے وہ دونوں اُن کے کچھ کام نہ آئیں گے۔ وہ جہنم کی آگ میں ذلت ورسوائی کے ساتھ جلتے رہیں گے۔

آیات ۱۸ تا ۱۹

﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا﴾ ’’جس دن اُٹھائے گا اُنہیں اللہ سب کے سب کو‘‘ ...... ﴿فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ﴾ ’’تو وہ قسمیں کھائیں گے اُس کے سامنے جیسے وہ قسمیں کھاتے ہیں تمہارے سامنے‘‘ ...... وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ط﴾ ’’اور وہ گمان کریں گے کہ وہ ہیں کسی بنیاد پر‘‘ ...... ﴿اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝﴾ ’’سن لو! بے شک وہی جھوٹے ہیں‘‘ ﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ﴾ ’’غالب آ گیا ہے اُن پر شیطان‘‘ ...... ﴿فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ط﴾ ’’سو اُس نے بھلا دی ہے اُنہیں اللہ کی یاد‘‘ ...... ﴿اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ط﴾ ’’یہ ہے شیطان کی جماعت‘‘ ...... ﴿اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾ ’’سن لو! بے شک شیطان کی جماعت ہی وہ لوگ ہیں جو خسارے میں جانے والے ہیں۔‘‘

منافقین اِس معنی میں حزب الشیطان ہیں کہ شیطان پوری طرح سے اُنہیں گھیر کر اُن پر مسلط ہو چکا ہے۔ اُس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کی اطاعت سے غافل کر دیا ہے۔ وہ اپنی بے عملی کے لیے من گھڑت جواز پیش کرنے کے اِس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ روزِ قیامت بھی جھوٹے بہانے پیش کرنے کی روش جاری رکھیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کریں گے اور آخر کار ہمیشہ ہمیش کے خسارے سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ شیطان

کے حملوں اور حزب الشیطان کے شر سے ہماری حفاظت فرمائے۔آمین!

اَللّٰھُمَّ طَھِّرقُلُوبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَاَعمَالَنَا مِنَ الرِّیَاءِ وَاَلسِنَتِنَا مِنَ الکَذِبِ وَاَعیُنِنَا مِنَ الخِیَانَۃِ، فَاِنَّکَ تَعلَمُ خَائِنَۃَ الاَعیُنِ وَمَا تُخفِی الصُّدُورِ

''اے اللہ! پاک فرمادے ہمارے دلوں کو نفاق سے' ہمارے اعمال کو ریا سے' ہماری زبانوں کو جھوٹ سے اور ہماری آنکھ کو خیانت سے۔بے شک تو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کو اور وہ سب کچھ جو سینے چھپائے رکھتے ہیں''......آمین!